حسنِ انتخاب

قاضی اطہر مبارکپوری

غیر مسلم اور قرآن سے استفادہ

اسلام کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں جو اہم عالمی مسائل درپیش ہیں، ان میں غیر مسلموں کے قرآن مجید چھونے، اس کو پڑھنے پڑھانے اور سمجھنے کا مسئلہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، اِدھر پچھلی چند دہائیوں سے پوری دُنیا خصوصًا یورپ اور افریقہ کے ممالک میں اسلام فہمی کے لئے براہ راست مطالعہ کا ذوق اور داعیہ بڑھ رہا ہے، اور اس کے اصل منبع و ماخذ یعنی کتاب وسُنّت اور قُدماء کی تصانیف سے اسلامی عقائد و اعمال کی جستجو عام ہو رہی ہے کیونکہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ مستشرقین اور ان کے ہم ذوق اہل علم نے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، وہ خلاف واقعہ یا ناکافی ہے، اس صورتِ حال کے نتیجہ میں یورپ وغیرہ کی عام درسگاہوں میں عربی زبان اور تحقیقات اسلامی کے مستقل شعبے کھل رہے ہیں، یہ بات بہت خوش آیند اور اُمید افزا ہے کہ خود غیر مسلموں میں اسلامی فہمی کا ذوق، ان کو عربی زبان اور اسلامی علوم سے بہت قریب کر رہا ہے، ایسی حالت میں ہم مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ ان غیر مسلموں کی زیادہ سے زیادہ مدد کی جائے اور اسلام فہمی کی راہ میں ان کے لئے آسانی پیدا کی جائے، خاص طور سے ان کے

پاس قرآن پہنچانے اور اس کو صحیح طور سے سمجھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کیا جائے۔

کئی سال ہوئے بمبئی میں ہمارے پاس جنوبی افریقہ (جوہانسبرگ) سے اس سلسلہ میں لمبا چوڑا استفسار آیا تھا جس میں یہی سوال تھا کہ ہمارے یہاں کے یورپین اور افریقین ہم سے قرآن مجید اور اس کا ترجمہ طلب کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے طور پر اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کریں، ان میں اسلام فہمی کا شوق حد سے زیادہ ہے، جب سے یہاں کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار ہوا ہے اور ان کی بستیوں میں اسلامی اور دینی فضا پیدا ہورہی ہے غیر مسلموں میں یہ ذوق بڑھتا جارہا ہے، ایسی صورت میں ہم ان غیر مسلموں کو پورا قرآن یا اس کے اجزاء مع ترجمہ کے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے اس وقت لکھا کہ قرآن کا ترجمہ دیا جاسکتا ہے اور اسی وقت سے اس مسئلہ میں مزید تحقیق و تلاش جاری رہی۔

حالات کی تیز رفتاری اور ضرورت کی شدت نے بڑی حد تک قرآن کریم کو غیر مسلموں کے ہاتھ میں پہنچا دیا ہے اور وہ اپنے طور پر اس کو پڑھنے اور سمجھنے لگے ہیں، ان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عربی زبان کی تعلیم ہورہی ہے اور دراساتِ اسلامیہ کا شعبہ قائم ہے، ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے، اور کتاب و سنت اور سلف صالحین کے قول و فعل سے روشنی حاصل کی جائے،

قرآن مجید کے ادب و احترام پر ہر مکلف مسلمان کا عقیدہ و عمل ہے، اور عام مسلک یہی ہے کہ محدث اور جنبی مسلمان اور غیر مسلم قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، البتہ محدث یعنی بے وضو مسلمان اس کو پڑھ سکتا ہے،

اس سلسلہ میں سورۃ واقعہ کی یہ آیات قابل توجہ ہیں جن کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں،

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ	سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ	چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ بڑی

عَظِیْمٌ ۝ اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ	قسم ہے کہ یہ ایک مکرّم قرآن ہے
فِیْ کِتَابٍ مَّکْنُوْنٍ ۝ لَا یَمَسُّہٗ	جو محفوظ کتاب میں ہے، اس کو
اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنْ	بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ
رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝	نہیں لگانے پاتا ہے، یہ ربّ
	العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؛

جمہور صحابہؓ، تابعین اور سلف کا قول ہے کہ "لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ" اس قرآن کے بارے میں ہے جو عند اللہ اور آسمان میں ہے، اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں، یعنی اس آسمانی کتاب الٰہی کو صرف فرشتے ہاتھ لگاتے ہیں، سورہ عبس کی ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَہٗ	سو جس کا جی چاہے اس کو قبول
فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوْعَۃٍ	کرلے، وہ ایسے صحیفوں میں ہے
مُّطَہَّرَۃٍ ۝ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ	جو مکرّم ہیں، رفیع المقام ہیں،
کِرَامٍ بَرَرَۃٍ ۝	مقدّس ہیں، جو ایسے لکھنے والوں کے
	ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مقرب نیک ہیں

حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور مجاہد، عکرمہ، ضحاک، سعید بن جبیر ابو شعثاء، جابر بن زید، ابو نہیک، ابو العالیہ، قتادہ، حماد بن سلیمان، اسماعیل سدّی، عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم وغیرہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

دوسرے علماء کا قول ہے کہ "لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ" میں مطہرون سے مراد جنابت اور حدث سے پاک لوگ مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کو جُنبی اور مُحدِث ہاتھ نہ لگائے، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ آیت میں اگرچہ خبر دی گئی ہے مگر اس کا مطلب و معنی طلب ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف ہے جو لکھا اور پڑھا جاتا ہے، صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

پاس قرآن پہنچانے اور اس کو صحیح طور سے سمجھنے کا زیادہ سے زیادہ موقع فراہم کیا جائے۔

کئی سال ہوئے بمبئی میں ہمارے پاس جنوبی افریقہ (جوہانسبرگ) سے اس سلسلہ میں لمبا چوڑا استفتاء آیا تھا جس میں یہی سوال تھا کہ ہمارے یہاں کے یورپین اور افریقین ہم سے قرآن مجید اور اس کا ترجمہ طلب کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے طور پر اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کریں، ان میں اسلام فہمی کا شوق حد سے زیادہ ہے، جب سے یہاں کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار ہوا ہے اور ان کی بستیوں میں اسلامی اور دینی فضا پیدا ہو رہی ہے غیر مسلموں میں یہ ذوق بڑھتا جا رہا ہے، ایسی صورت میں ہم ان غیر مسلموں کو پورا قرآن یا اس کے اجزاء مع ترجمہ کے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے اس وقت لکھا کہ قرآن کا ترجمہ دیا جا سکتا ہے، اور اسی وقت سے اس مسئلہ میں مزید تحقیق و تلاش جاری رہی۔

حالات کی تیز رفتاری اور ضرورت کی شدت نے بڑی حد تک قرآن کریم کو غیر مسلموں کے ہاتھ میں پہنچا دیا ہے اور وہ اپنے طور پر اس کو پڑھنے اور سمجھنے لگے ہیں، ان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں عربی زبان کی تعلیم ہو رہی ہے اور دراساتِ اسلامیہ کا شعبہ قائم ہے، ایسی حالت میں ضرورت ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کیا جائے، اور کتاب و سنت اور سلف صالحین کے قول و فعل سے روشنی حاصل کی جائے،

قرآن مجید کے ادب و احترام پر ہر مکلف مسلمان کا عقیدہ و عمل ہے، اور عام مسلک یہی ہے کہ محدث اور جنبی مسلمان اور غیر مسلم قرآن مجید کو ہاتھ نہیں لگا سکتا ہے، البتہ محدِث یعنی بے وضو مسلمان اس کو پڑھ سکتا ہے،

اس سلسلہ میں سورۂ واقعہ کی یہ آیات قابل توجہ ہیں جن کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں،

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ	سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ	چھپنے کی اور اگر تم غور کرو تو یہ بڑی

عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ	قسم ہے کہ یہ ایک مکرّم قرآن ہے
فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ	جو محفوظ کتاب میں ہے، اس کو
اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ	بجز پاک فرشتوں کے کوئی ہاتھ
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝	نہیں لگانے پاتا ہے، یہ رب
	العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؛

جمہور صحابہؓ، تابعین اور سلف کا قول ہے کہ "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" اس قرآن کے بارے میں ہے جو عند اللہ اور آسمان میں ہے، اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں، یعنی اس آسمانی کتاب الٰہی کو صرف فرشتے ہاتھ لگاتے ہیں، سورہ عبس کی ان آیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ	سو جس کا جی چاہے اس کو قبول
فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ	کرلے، وہ ایسے صحیفوں میں ہے
مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ	جو مکرّم ہیں، رفیع المقام ہیں،
كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ۝	مقدّس ہیں، جو ایسے لکھنے والوں کے
	ہاتھوں میں ہیں کہ وہ مقرب نیک ہیں؛

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم اور مجاہد، عکرمہ، ضحاک، سعید بن جبیر ابو شعثاء، جابر بن زید، ابو نہیک، ابو العالیہ، قتادہ، حماد بن سلیمان، اسماعیل سدّی، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم وغیرہ رحمہم اللہ کا یہی قول ہے۔

دوسرے علماء کا قول ہے کہ "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" میں مطہرون سے مراد جنابت اور حدث سے پاک لوگ مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ قرآن کو جنبی اور محدث ہاتھ نہ لگائے، ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ آیت میں اگرچہ خبر دی گئی ہے مگر اس کا مطلب و معنی طلب ہے اور قرآن کریم سے مراد مصحف ہے جو لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے علاقہ میں قرآن لے کر سفر کرنے سے اسلئے منع فرمایا ہے کہ دشمن اس کو پا جائے گا، نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے عامل حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو جو مکتوب روانہ فرمایا تھا اس میں درج تھا۔ "أن لا یمسّ القرآن الّا طاھر" یعنی قرآن کو صرف طاہر و پاک شخص ہاتھ لگائے، [۱]

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے، جس میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن سے کہا کہ جو کتاب تم لوگ پڑھ رہے تھے مجھے دو، تو بہن نے کہا کہ: "انّك رجس وانه لا یمسّه الّا المطھرون" یعنی تم ناپاک ہو اور اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ لگاتے ہیں "فقم فاغتسل او توضا فتوضا ثم اخذ الکتاب فقرأہ" یعنی تم اٹھو غسل یا وضو کرو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے وضو کیا اور قرآن کو پڑھا، دوسری روایت میں غسل کرنے کی تصریح بھی ملتی ہے، چنانچہ قاضی ابن عربی مالکیؒ نے احکام القرآن میں "فاغتسل واسلم" لکھا ہے [۲]

حضرت سلمان فارسیؓ نے ایک مرتبہ بغیر وضو کے قرآن پڑھا مگر اس کو ہاتھ نہیں لگایا، حضرت سعدؓ نے اپنے لڑکے کو قرآن چھونے کے لئے وضو کرنے کا حکم دیا، حضرت ابن عمرؓ سے بھی یہی مروی ہے، اور امام حسن بصریؒ، امام نخعیؒ بغیر وضو کے مسّ قرآن مکروہ سمجھتے ہیں [۳]۔

فراءؒ نے سب سے الگ اور ظاہری معنی سے ہٹ کر کہا ہے آیت "لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کا مطلب بیان کیا ہے کہ لا یجد طعمه ونفعه الّا من اٰمن به [۴]، قرآن کی چاشنی اور لذت اور اس کا نفع وہی شخص پائے گا جو اس پر ایمان لائے۔

---

[۱]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸ [۲]: احکام القرآن ابن العربی ج ۲ ص ۲۳۲

[۳]: احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۵۱۱ [۴]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے لکھا ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب کہ قرآن کی لذّت وہی لوگ پا سکتے ہیں جو گناہوں سے پاک اور تائب وعابد ہیں صحیح ہے، امام بخاری نے اس کو مختار بتایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام کی لذّت اس شخص نے پائی جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اور دین اسلام کی حقانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر راضی ہوا مگر یہ توجیہہ بغیر عقلی اور سمعی دلیل کے ظاہر سے عدول ہے،[1]

قاضی ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ مذکورہ آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر آیت کو خبر پر محمول کیا جائے تو اولیٰ یہ ہے کہ اس میں وہ قرآن مراد ہو جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے اور مطہرون سے مراد ملائکہ ہیں اور اگر آیت کو نہی پر محمول کیا جائے اگرچہ یہ بصورت خبر ہے تو ہم سب کے بارے میں عام ہوگی اور یہی اولیٰ ہے اس لئے کہ صریح روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے پاس جو تحریر روانہ فرمائی تھی اس میں "ولا یمس القرآن الا طاهر" تھا۔ اور یہ نہی اسی آیت کی وجہ سے ہوگی کیونکہ اس میں نہی کا احتمال ہے[2]

یہ ساری بحثیں مسلمان محدث اور جنبی کے مس قرآن کے بارے میں ہیں جو مکلف ہیں اور جن پر شرعی احکام لاگو ہوتے ہیں اسی کے ساتھ قرآن جہاں "ھدًی للمتقین" ہے وہیں "ھدًی للناس" بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین تک قرآن کی آواز پہنچانے میں جو جدوجہد فرمائی ہے اور اس راہ میں جو مصائب برداشت کئے ہیں ہماری نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں، دربار رسالت میں جو وفود دین فہمی کے لئے آئے ہیں، اُن کے لئے جو اہتمام

---

[1] احکام القرآن ابن العربی ج ۲ ص ۲۳۱
[2] احکام القرآن ج ۳ ص ۵۱۱

آپؐ نے فرمایا ہے وہ بھی معلوم ہے، اُن کی دلداری، پذیرائی اس لئے تھی کہ وہ خود دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لئے آتے تھے، حتیٰ کہ جو حربی مشرک اور کافر قرآن سننے اور سمجھنے کے ارادے سے آتے تھے ان کو اپنی امان میں رکھ کر قرآن سنانے کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ، ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ٥	اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ چاہے تو آپ اس کو پناہ دیدیں تاکہ وہ کلام اللہ کو سن لے، پھر اس کو اس کی پناہ کی جگہ پہنچا دیں، یہ حکم اس لئے ہے کہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے،

امام ابوبکر جصاص رحؒ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ کافر جب ہم سے دین کی حجت اور توحید و رسالت کے دلائل طلب کرلے، تاکہ حجت اور دلیل کی روشنی میں توحید و رسالت کو تسلیم کرلے، تو ہم پر اقامتِ حجت، اور اللہ تعالےٰ کی توحید، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا بیان کرنا ضروری ہے اور ایسے حربی کافر کا قتل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اس کو امان دینے کا حکم دیا ہے تاکہ کلام اللہ کو سنے، اس کے بعد لکھتے ہیں:

وفیہ الدلالۃ ایضًا علیٰ ان علینا تعلیم کل من التمس منا تعریفہ شیئًا من امور الدین، لان الکافر الذی استجارنا لیسمع کلام اللہ انما قصد التماس معرفۃ	نیز اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص ہم سے دین کی کوئی بات معلوم کرنا چاہے ہم پر ایسے تمام لوگوں کو تعلیم دینا فرض ہے، کیونکہ جس کافر نے کلام اللہ سننے کے لئے ہم سے پناہ و امان چاہی ہے اس کا مقصد دین کی

صحۃ الدین ، [1] صحت کی معرفت ہی ہے۔

موجودہ دور میں بہت سے غیر مسلموں کے بارے میں تقریباً یہی صورت حال ہے کہ وہ تحقیق کے لئے قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں، اور گویا ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کو قرآن کی تعلیمات اور توحید و رسالت کے بارے میں بنیادی باتیں بتائی جائیں، اس لئے ان کی پذیرائی، دلداری اور تالیف قلب کے ساتھ اسلام کے اصل منبع و ماخذ تک ان کے لئے راہ پیدا کرنی چاہیئے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے غیر مسلم کے مس قرآن کا مسئلہ سامنے آتا ہے، ظاہر ہے کہ عام حالات میں غیر مسلم کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہے، جب کہ وہ اپنے طور پر قرآن چھوتے اور پڑھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ نے مشہور تابعی امام ابوقتادہ بن دعامہ سدوسی بصری رحمہ اللہ متوفی ۱۱۷ھ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

وقال قتادہ: لا یمسّہ عند اللہ الا المطہرون فاما فی الدنیا فانہ یمسّہ المجوسی، والنجس والمنافق [2]۔	جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں اور جو دنیا میں ہے اس کو مجوسی اور ناپاک اور منافق بھی چھوتا ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی حضرت قتادہ کا یہ قول معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے:

لا یمسّہ عند اللہ الا المطہرون فاما فی الدنیا فانہ یمسّہ المجوسی النجس والمنافق الرجس [3]۔	جو قرآن عند اللہ ہے اس کو صرف پاک لوگ چھوتے اور جو دنیا میں ہے اس کو نجس مجوسی اور ناپاک منافق بھی چھوتا ہے۔

---

[1] احکام القرآن ج ۳ ص ۱۰۳۔ [2] احکام القرآن جصاص ج ۳ ص ۱۱۵
[3]: تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۹۸۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صورت حال کی خبر اور بیان واقعہ کے طور پر ہے، یعنی ان کے زمانہ میں بصرہ اور عراق کے دوسرے شہروں میں جو غیر مسلم اور مجوسی وغیرہ آباد تھے اور مسلمانوں سے ان کا اختلاط تھا۔ وہ اپنے طور پر بوقت ضرورت قرآن کو ہاتھ لگاتے اور پڑھتے تھے، جیسا کہ آج بھی یہ صورت ہے کہ غیر مسلم طابعین و ناشرین قرآن مجید کی طباعت کرتے ہیں، اور ایسے ادارے اپنے طور پر اس کا احترام بھی کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے پہلے مصحف کو ہاتھ لگانے کے لئے جو وضو یا غسل کیا تھا ظاھر ہے کہ وہ بحالت کفر تھا اور اس کا مقصد ظاہری صفائی اور ستھرا پن تھا، غالباً اسی ظاہری صفائی کے پیش نظر ائمہ احناف میں امام محمدؒ نے غسل کے بعد نصرانی کے مس قرآن کو جائز قرار دیا ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

ویمنع النصرانی من مسّه	مس قرآن سے نصرانی کو روکا جائیگا
وجوزه محمد اذا اغتسل[1]	اور امام محمدؒ نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ جبکہ وہ غسل کرلے،

نیز اسی زمانہ میں کوفہ کے بعض اجلّہ تابعین اور ائمہ دین نے نصاریٰ سے اپنے لئے قرآن لکھوایا تھا، ظاہر ہے کہ ان حضرات نے نصاریٰ کی ظاہری صفائی پر اعتماد کرکے یہ کام ان سے لیا تھا، چنانچہ امام ابراہیم نخعیؒ اپنے استاد امام علقمہ بن قیس نخعی کوفیؒ متوفی ۶۲ھ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

انه كان اذا اراد ان	جب ان کو مصحف کی ضرورت
يتخذ مصحفاً امر	پڑتی تو ایک نصرانی کو حکم کرتے
نصرانياً فنسخه[2]	اور وہ اُن کے لئے لکھدیا کرتا تھا

---

[1] : درمختار مع الشامی ج ۱ صـ۱۸۳

[2] : المحلی ابن حزم ج ۱ صـ۸۴

اس روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علقمہؒ اس عیسائی کاتب سے بار بار مصحف لکھوایا کرتے تھے، اور اس پر ان کو پورا اطمینان تھا۔

حضرت علقمہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ علماء ربانیین میں سے تھے، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر اجلۂ صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ حضرت ابن مسعود کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور علم وعمل، سیرت وکردار میں ان کے مثنیٰ تھے۔ ان کے حلقۂ درس میں حضراتِ صحابہؓ شریک ہو کر دینی سوال کرتے اور فتویٰ پوچھتے تھے[1]

اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوفی متوفی سنہ [illegible]ھ نے مقام حیرہ کے ایک نصرانی سے اجرت پر قرآن کی کتابت کرائی تھی، مصنف عبدالرزاق 'باب بیع المصاحف' میں ہے:

ان عبد الرحمٰن بن ابی	عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے لئے حیرہ
لیلیٰ كتب له نصرانی	کے ایک نصرانی نے ایک مصحف
من اهل الحيرة مصحفاً	ستر درہم میں لکھا تھا،
بسبعين درهماً[2]	

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ کوفہ کے کبار تابعین اور ثقاتِ اسلام میں سے ہیں، ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کی صحبت ومعیت سے فیضیاب ہیں، ان کے حلقۂ درس میں بھی حضرات صحابہؓ تشریف لاتے تھے۔ جن میں حضرت براء بن عازبؓ بھی ہوا کرتے تھے، یہ حضرات نہایت خاموشی اور ادب کے ساتھ ان سے احادیث سنتے تھے، وہ مشہور امام محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے والد ہیں[3]

ان حضرات کے اس عمل پر معاصر ائمۂ دین کی طرف سے کسی قسم کی نکیر کا پتہ

---

[1] تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۷۳

[2] مصنف عبدالرزاق ج ۸ ص ۱۱۴ [3] تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۶۰

نہیں چلتا، حالانکہ اس دور میں ہر جگہ علماء وفقہاء اور محدثین کا جم غفیر موجود تھا اور مختلف فیہ مسائل میں اختلاف رائے ہوتا تھا، ظاہر ہے کہ نصرانی کاتب سے قرآن لکھوانے میں اس کی ظاہری پاکی وصفائی کا لحاظ رہتا رہا ہوگا، جیسا کہ حضرت عمرؓ کے ایک واقعہ میں بھی بات تھی، اور ایسی صورت میں وہ نصرانی کاتب قرآن کو چھوتے اور پڑھتے تھے،

اس کے باوجود عہد سلف میں بلا کسی شرط وقید ہر محدث وجنبی اور غیر مسلم کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانے اور پڑھنے کے جواز میں کوئی صریح قول نہیں ملتا۔ البتہ حضرت قتادہؒ کا قول "فاما فی الدنیا فانہ یمسہ المجوسی والنجس والمنافق" بتاتا ہے کہ عہد صحابہ وتابعین میں قرآن کو غیر مسلم بھی ہاتھ لگاتے تھے۔ بعد میں پانچویں صدی کے مشہور ظاہری امام وعالم ابن حزم اندلسیؒ متوفی ۴۵۶ھ بلا کسی قید وشرط کے علی الاطلاق اس کے جواز کے قائل ہیں اور محدث، جنبی اور کافر ومشرک سب کے لئے قرآن چھونے اور پڑھنے کو جائز قرار دیتے ہیں اور عدم جواز کے تمام دلائل کا رد کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں :

جنبی کے لئے مس قرآن کو ناجائز قرار دینے والوں نے جن آثار سے استدلال کیا ہے، ان میں سے کوئی صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ یا مرسل ہے، یا غیر مستند صحیفہ ہے، یا اس کا راوی مجہول ہے۔ یا ضعیف ہے۔ [1]

اور اپنے اس قول کے استدلال میں مکتوب نبوی بنام ہرقل کو پیش کیا ہے جس میں قرآنی آیات ہیں اور نصاریٰ نے ان کو ہاتھ لگایا اور پڑھا ہے، یہ مکتوب مبارک صحیح بخاری کتاب بدء الوحی میں یوں درج ہے :

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، من محمد عبد اللہ و رسولہ الی ھرقل عظیم الروم، سلام علی من اتبع الھدیٰ،

---

[1] المحلی ج ۱ ص ۸۱ ۔

امّا بعد فانی ادعوك بدعایة الاسلام اسلم تسلم یوتك
الله اجرك مرتین ، فان تولیت فان علیك اثم الاریسین
ویا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم
ان لانعبد الا الله ولا نشرك به شیئا ، ولا یتخذ بعضنا
بعضا اربابا من دون الله ، فان تولّوا فقولوا اشھدوا
بانّا مسلمون ہ"

اس مکتوب نبوی کو نقل کرکے ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے نصاریٰ کے پاس یہ مکتوب روانہ فرمایا جس میں یہ آیت ہے : حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ وہ اس مکتوب کو ہاتھ لگائیں گے ۔ لہ

اس مکتوب کے پیش نظر بعض علماء حنفی کے لئے ایک دو آیات پڑھنے اور دشمن کے ملک میں قرآن کے بعض اجزاء بھیجنے اور اس کے ساتھ سفر کرنے کے قائل ہیں ، ٢ه

غیر مسلم کو قرآن کی تعلیم دینے کے بارے میں علماء سلف کے مختلف اقوال ہیں :
حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ امام مالکؒ نے کافر کو قرآن کی تعلیم سے مطلقاً منع کیا ہے ۔ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے ، امام شافعیؒ کے اس بارے میں دو اقوال ہیں : اور بعض مالکی علماء نے غیر مسلم پر دین کی حجت قائم کرنے کے لیے قرآن کی مختصر تعلیم جائز قرار دی ہے اور ضرورت سے زیادہ تعلیم سے منع کیا ہے انہوں نے مکتوب نبوی بنام ہرقل سے استدلال کیا ہے ، آخر میں لکھا ہے کہ :

وقد نقل النووی	امام نوویؒ نے نصاریٰ وغیرہ کے
الاتفاق علی جواز	پاس اس قسم کے خط لکھنے پر

لہ :- فتح الباری جلد ا ص ۳۹
٢ه :- المحلی ۱۷ ص ۸۳